فالج

مِرے مفلوج ہونٹوں سے صدا آتی تو کیا آتی

کروڑوں پَل بِتائے تھے خوشی کے آستانوں پر
کوئی قصّہ دھرا رہتا تھا ہر لمحہ دہانوں پر
نہ جانے کتنے دن کاٹے تھے یکسر مسکرانے میں
کبھی لمحاتِ عشرت میں کبھی یوں ہی بہانے میں
مِرے دانتوں کی زیبائش نے کتنی ساعتیں پائیں
مِری پلکوں میں کتنے سال تک خوشیاں نظر آئیں

نہ جانے کتنے برسوں تک ہنسا ہوں کھلکھلا کر مَیں
نہ جانے کتنے سالوں سے مِلا ہوں سَر اُٹھا کر مَیں
مِرے گالوں کی گولائی نمایاں سے نمایاں تر
غمِ دوراں کی پسپائی گریزاں سے گریزاں تر

https://emad-ahmad.com/

زمیں کی گود میں گویا مجھے ہی خاص جوبَن تھا
مقدر کے اُفق پر جس طرح اِک مَیں ہی روشن تھا

مگر بس ایک لمحے میں
مگر بس ایک ساعت میں
سفر یوں رُخ بدلتا ہے کہ منظر اور پس منظر
بدل جاتے ہیں یکدم ہی
ہوا میں تیرتا پھرتا ہُوا انسان اِک لحظہ میں اپنے جسم کے زندان میں
جب قید ہو جاتا ہے
تو محسوس کرتا ہے کہ مہلت کس کو کہتے ہیں
فراغت کس کو کہتے ہیں
بدن، انسان کا اپنا بدن، کیسے قفس بنتا ہے
کیسے آدمی اغراض و بے غرضی کے مابیں ڈوب جاتا ہے
مقدر، دسترس اور وقت کے اندھے سفر میں خود سے خود کا ساتھ
کیسے چھوٹ جاتا ہے

https://emad-ahmad.com/

بدن مفلوج ہو جاتا ہے تب احساس ہوتا ہے
کہ فرصت ایک موقع تھا، فراغت ایک رستہ تھا
بدن مٹی کی ڈھیری میں بدل جانے سے پہلے
روح کو آباد کرنے کا
خس و خاشاک ہو جانے سے پہلے آخرت کو یاد کرنے کا
غمِ ہستی میں ضم ہونے، گلِ کردار نم ہونے
اور آنسو دیس میں اپنا بدن بَو کر ثمر ہونے
فنا سے قبل خود کو امر کرنے کا
وصالِ موت سے پہلے شعورِ رات پانے کا
بقائے ذات پانے کا

نہ اب مسکان ہونٹوں پر نہ امکانات کی مستی
فقط اِک قصّہِ ماضی بنی جاتی ہے اب ہستی
تو سارے قہقہے، سب مسکراہٹ سے بھرے لمحے
مجھے کیا دے سکے ہیں اور کیا کچھ چھین بیٹھے ہیں

https://emad-ahmad.com/

کبھی مفلوج پلکوں سے
کبھی مفلوج گالوں سے
مَیں خود سے پوچھتا تھا اور خاموشی سے سنتا تھا
مگر اِس خامشی میں کچھ ندا آتی تو کیا آتی

مِرے مفلوج چہرے سے
مِرے مفلوج ہونٹوں سے
صدا آتی تو کیا آتی
بھلا آتی تو کیا آتی

https://emad-ahmad.com/